Al-Mahdi Research Journal (MRJ)

Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)

HJRS HEC Journal Recognition System

ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A detailed study of the methods and styles of Al-Mabsūt lil-Sarkhsī

المبسوط للسرخسی کے منہج واسلوب کا تفصیلی مطالعہ

Ali Naseem
PhD Scholar, Islamic studies, University of Gujrat,
ali_naseem44@yahoo.com

Dr. Muhammad Mhasib
lecturer Islamic studies, University of Gujrat,
dr.mhasib@uog.edu.pk

Abstract:

Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl Sarkhsi (Imam Sarkhsi) holds the status of Hujjat in Hanafi jurisprudence. He is one of the scholars of the fifth century who are called Ayatullah. Imam Muhammad bin Ahmad Sarkhsi was born at the start of the fifth century in Sarkhs, a city in Khorasan. Imam Sarkhsi became famous for the title of Shams Al-Aima, and this title became a part of his name. Imam Sarkhsi studied from the famous scholars of his time. Al-Mabusut al-Sarkhsi has been an authentic and timeless book among scholars and jurists since that time, and jurists and scholars have used it as a reference in every era. This book is considered one of the authentic interpretations of Hanafi jurisprudence. Al-Mabusut by Al-Sarkhisi, which is a description of the book "Al-Kafi" by Imam Hakim Shaheed. Al-Kafi contains the details of Zahir al-Rawiya in its books. Before that, multiple books were written with the title of Al-Masbut, but only the books of Imam Muhammad bin Hasan Al-Shibani and Imam Sarkhsi are famous with this name. Al-Mabsut Al-Sarkhsi simultaneously contains jurisprudence and comparative jurisprudence, principles of jurisprudence and rules of jurisprudence. The Imam has collected all the jurisprudential issues in an easy-to-understand text, easy style, explanation, and comparison with the arguments of other jurisprudences.

Keywords: Holy Quran, Hadith, Public Welfare, Human Services, Charity

تعارف:

برہان الدین ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسیؒ فقہ حنفی میں حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ پانچویں صدی کے ان علماء سے ہیں جنہیں آیۃ من آیات اللہ کہا جاتا ہے۔ امام محمد بن احمد سرخسی کی ولادت کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ آپ پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں میں خراسان کے ایک شہر سرخس میں ہوئی. امام سرخسی کو دو القاب سے جانا جاتا ہے (1) شمس الائمہ [1] (2) فخر اسلام [2] ان دونوں میں سے زیادہ مشہور شمس الائمہ ہے حتی کہ یہ لقب ان کا علم بن گیا ہے۔ امام سرخسی نے اپنے زمانہ کے جن مشہور و معروف علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا وہ یہ ہیں:

(1) شمس الائمہ حلوانی (2) امام علی بن حسین بن محمد السغدی (3) امام ابو بکر الوسطی (4) امام ابو حفص عمر بن منصور بزاز [3]

علامہ شیخ ھبۃ اللہ البعلی نے اپنی استنباہ نامی کتاب کی شرح میں کہا کہ کتاب مبسوط اس عظیم ہستی کی ہے جو بڑے بڑے آئمہ کے گروہ میں سے ہیں علم کلام کے ماہر فقہی اور اصولی تھے انہوں نے شمس آئمہ عبد العزیز حلوانی کے حلقہ درس کو لازم کر لیا حتی کہ ان کے حلقہ درس سے اتنا استفادہ کیا کہ اہل زمانہ کے ہاں ان کا ایک علمی مقام بن گیا۔ [4]

آپ کے علمی مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حصول علم کے لیے فرغانہ تشریف لائے اور اس کے بعد وہی قیام پذیر ہوئے حاکم وقت کے خلاف کوئی فتویٰ دیا جس کی پاداش میں انہیں ایک کنویں نما گڑھے میں قید کر دیا گیا۔ وہ کئی سال اس کنویں میں قید رہے جہاں ان کا چلنا پھرنا بھی ممکن نہ تھا۔ قید سے قبل شہر کی ایک جامع مسجد میں درس دینا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ اس واقعے سے انکے شاگردوں کو انتہائی دکھ پہنچا۔ انہوں نے اپنے استاد کی بارگاہ میں گذارش کی کہ ہم روزانہ اس کنویں کی منڈھیر پر حاضر ہونگے۔ آپ ہمیں پڑھا دیا کریں۔ آپ نے ان کی

CC BY

عرض گذاشت کو منظور کر لیا۔ امام سرخسی کے دلی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح لکھی جائے۔ چنانچہ انہوں اسی کنویں سے امام حاکم شہید کی کتاب "کتاب الکافی" کی شرح کی املاء کرانی شروع کی، حالانکہ آپ کے پاس کنویں میں کوئی کتاب نہ تھی۔ تیس جلدوں پر محیط المبسوط للسرخسی اسی کتاب کا نام ہے جو امام سرخسی نے کنویں کے مڈھیر پر بیٹھے طلبا کو بغیر کسی کتاب سے استفادہ کئے، محض یاداشت کے ساتھ لکھوائی۔ اس طرح عظیم علمی کام مکمل ہوا۔ اس کتاب کی جلد سوم میں خود مصنف نے اس قید کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

هذا آخر شرح العبادات باوضح المعانی واوجز العبارات املاه المحبوس عن الجمع والجماعات"[5]

"یہ واضح ترین مضامین اور مختصر ترین عبارت میں عبادت کی شرح کا آخری حصہ ہے، جسے ایک ایسا شخص نے املا کرایا ہے جو اس طرح قید میں ہے کہ نہ جمعہ میں حاضری دے سکتا ہے نہ جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہے"۔

وفات:

علامہ سرخسی کی تاریخ سن وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن وہ روایت جو علامہ ابن ھمام نے فتح القدیر میں درج کی کہ علامہ سرخسی کی وفات 488ھ میں ہوئی۔[6]

المبسوط للسرخسی جو کہ امام حاکم شہیدؒ کی کتاب "الکافی" کی شرح ہے الکافی اپنے اندر کتب ظاہر الروایہ کی تفصیل سموئے ہوئے ہے۔ اس سے قبل المبسوط نام سے کتب لکھی گئی مگر اس نام سے شہرت صرف امام محمد بن حسن الشیبانیؒ اور امام سرخسیؒ کی کتاب کو ملی المبسوط للسرخسی بیک وقت فقہ و فقہ المقارن، اصول فقہ اور قواعد فقہیہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ امام نے تمام فقہی مسائل کو آسان فہم عبارت، سہل اسلوب، شرح وبسط اور دیگر مذاہب فقہیہ کے دلائل سے تقابل کے ساتھ جمع کیا ہے۔ قضاء وافتاء میں اس کتاب پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ محققین اس بات میں کوئی نہیں کہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی پر امام سرخسی نے جو شرح کی وہ المبسوط یہی ہے۔ مذہب حنفی میں مبسوط نام کی اور کتابیں بھی موجود ہیں۔ المبسوط امام محمد بن حسن کی تالیف ہے اس کو الاصل کے نام سے جانا جاتا ہے:

- مبسوط شمس الآئمہ الحلوائی
- مبسوط علامہ ابو بکر خواہر زادہ
- مبسوط صدر الاسلام ابو بسر محمد بن محمد البزدوی
- مبسوط فخر الاسلام بزدوی

مبسوط نام کی کئی کتب ہونے کے باوجود جب مطلقا مبسوط کا نام لیا جائے تو سب کے نزدیک اس سے مراد علامہ سرخسی کی یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔ مثلاً علامہ ابن عابدین کے مطابق احناف کی تالیفات میں مبسوط نام کی کئی کتابیں ہیں مگر مطلق مبسوط بول کر سب امام سرخسی کی کتاب ہی مراد لیتے ہیں جو الکافی کی شرح ہے۔[7] حاجی خلیفہ لکھتے ہیں الکافی کی شرح بہت سے مشائخ نے کی ان میں سب سے زیادہ مشہور شرح امام سرخسی کی ہے ھدایہ وغیر ھا میں مبسوط کا ذکر امام سرخسی کی کتاب کے طور پر ہوتا ہے۔[8] جس طرح اس کتاب کے نام پر کوئی اختلاف نہیں اسی طرح سب فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اس کتاب کے مؤلف کا نام امام سرخسی ہے کوئی اور نہیں ہے اس کی توثیق درج ذیل باتوں سے ہوتی ہے:

(1) امام سرخسی نے کتاب کے طول و عرض میں پہلے صفحہ سے آخری صفحہ تک جگہ جگہ اس کی وضاحت کی ہے جس کے بعد اس بات میں شک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ کتاب مبسوط آپ ہی کی ہے۔

(2) تراجم اور تالیف کی گئی ساری کتب میں یہی ملتا ہے کہ مبسوط امام سرخسی کی ہی کتاب ہے۔

(3) امام سرخسی کے بعد آئمہ احناف میں سے ہر ایک نے آپ کی کتاب المبسوط پر ہی اعتماد کیا اور اس کتاب کی نسبت آپ ہی کی طرف کی ہے۔

کتب مذہب میں المبسوط کا مقام و مرتبہ

کتب مذہب میں المبسوط کو اتنی زیادہ شہرت ملی کہ یہ کتاب گویا ساری کتب مذہب کی صدر بن گئی۔ علامہ ابن عابدین نے اپنی کتاب رسم المفتی میں اس کتاب کی عظمت کو اشعار کی صورت میں بیان کیا ہے:

کتب ظاہر الروایۃ اتت ستا وبالاصول ایضا سمیت

ظاہر الروایۃ کتب کی تعداد چھ ہے اور ان چھ کتابوں کو الاصول بھی کہا جاتا ہے۔

صنفہا محمد الشیبانی حررفیہا المذہب النعمانی

ان (چھ کتابوں) کو امام محمد بن حسن شیبانی نے تصنیف کیا ہے۔ ان میں مذہب نعمانی (امام اعظم نعمان بن ثابت) کو احاطہ تحریر میں لائے۔

الجامع الصغیر و الکبیر   والسیر الکبیر والصغیر

والسیر الکبیر والصغیر (ایک کانام) جامع صغیر (دوسری کانام) جامع کبیر (تیسری کانام) سیر کبیر (چوتھی کانام) سیر صغیر

ثم الزیادات مع المبسوط   تواترت بالسند المضبوط

پھر پانچویں زیادت اور چھٹی مبسوط ہے۔ یہ ساری کتابیں ہم تک مضبوط سند کے ساتھ تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں۔

ویجمع الست کتاب الکافی   للحاکم الشہید فھو الکافی

ان چھ کتابوں کو ایک جگہ امام حاکم شہید نے جمع کیا اور اس کا نام کافی رکھا (جو واقعی کافی ہے)

اقوی شروحہ الذی کا لشمس   مبسوط شمس الآئمہ السرخسی [9]

کافی کی تمام شروحات میں جو شرح سورج کی روشن ہے وہ شمس الآئمہ علامہ سرخسی کی کتاب مبسوط ہے۔

اسی طرح علامہ شامی نے اس کتاب کے بارے بعض علماء کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں۔

علیک بمسوط السرخسی انہ   ھو البحروالد لالفرید مسائلہ

تجھ پر لازم ہے کہ امام سرخسی کی کتاب مبسوط کا مطالعہ کرو کیونکہ وہ علم کا سمندر ہے اور اس کے مسائل نایاب موتی ہیں۔

ولا تعتمد الاّ علیہ فانہ   یجاب باعطاء الر غائب سائلہ

اس کے علاوہ اور کسی پر اعتماد نہ رکھ کیونکہ یہ سائل کو تسلی بخش جوابات دیتی ہے۔ اور در مختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں علامہ طرسوسی کہتے ہیں کہ مبسوط سرخسی کے مدمقابل کسی اور کتاب پر نہ عمل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی اور کتاب کو حرف آخر بنایا جاسکتا ہے۔[10] نیز فرماتے ہیں کہ اس بات کو جان لو کہ مسائل اصول کی کتابوں میں سب سے زیادہ اعتماد والی کتاب امام حاکم شہید کی کتاب الکافی ہے اور جن مشائخ نے اس کی شرح کی ان میں سب سے زیادہ متداول اور اعتماد علامہ سرخسی کی المبسوط پر ہے۔[11] اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسائل اصول اور ظاہر الروایہ کی کتب مذہب حنفی میں اعلیٰ طبقہ کی تالیفات گردانی جاتی ہیں۔ جس طرح علامہ عبد الحی لکھنوی نے کہا کہ جس طرح فقہاء کی تقسیم کے درجے ہیں اسی طرح مسائل کی تقسیم کے بھی درجے ہیں تا کہ تعارض کے وقت مفتی ادنی درجہ کی بجائے اعلیٰ درجہ کو اختیار کرے اور ادنی کو اعلیٰ پر ترجیح نہ دے اور ہمارے مذہب حنفی کے مسائل کے تین درجے ہیں۔

1۔ مسائل الاصول جو ظاہر الروایۃ کے مسائل ہیں یہ امام محمد کی کتاب المبسوط کے مسائل ہیں اسی کو الاصل بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جامع صغیر، کبیر، سیر اور زیادت کے مسائل ہیں یہ ساری کتابیں امام محمد کی ہیں اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مسائل پر مشتمل اور بھی کئی کتابیں ہیں۔ مثلاً امام حاکم کی المنتقی جو امام محمد کی کتب کے بعد مذہب کے لیے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی طرح کتاب الکافی بھی اصول مذہب کی بہترین کتاب ہے اور اس کی شرح علامہ سرخسی نے بھی کی ہے۔[12]

المبسوط کا طائرانہ جائزہ:

سبب تالیف:

امام سرخسی نے اس کتاب کی تالیف کی وجہ یوں بیان کی "میں نے اپنے زمانے کے بعض طلباء کو دیکھا کہ وہ فقہ سے کیوں دور ہو رہے ہیں تو میں نے کچھ اسباب کا ان میں مشاہدہ کیا۔

(1) بعض لوگوں کے عزم وہمت میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے طوالت سے اکتانے لگے ہیں۔

(2) بعض مدرسین کے لمبے لمبے درس سے لوگوں کی دلچسپی کم ہونے لگی۔

(3) فقہ کے معانی کی شرح کرتے ہوئے بعض مفکرین کا خوامخواہ فلسفیانہ کلام کا داخل کر دینا اور فقہ اور علم کلام کی ابحاث کو خلط ملط کر دینا

تو میں نے مناسب سمجھا کہ ایک ایسی مختصر شرح لکھوں جس میں ہر مسئلہ میں مؤثر معانی سے زیادہ کچھ نہ لکھوں اس کے علاوہ میں نے اس شرح میں ان بعض احباب کے سوالات میں کچھ لکھا۔ جن کو قید کے دوران کچھ چیزوں کی املاء نہیں کرو اس کا آخر میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے حق دکھائے اور ہر قسم کی رفرنس سے محفوظ رکھے اور اس املاء سے مقصود دنیا و آخرت کے مصائب سے چھٹکارا پانے کی امید ہے عنقریب اللہ قبول کرے گا۔[13]

کتاب (کافی) کے متن اس کی شرح مبسوط کا تفصیلی جائزہ:

امام حاکم شہید نے امام محمد کی تمام کتب جو ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں کا خلاصہ کر کے ایک کتاب میں سمو کر رکھ دیا۔ اسی طرح کافی میں کچھ کتابیں ایسی بھی ہیں جن کا تعلق امام محمد کی کتب ظاہر الروایہ سے نہیں ہے مثلاً کتاب الشروط اور کتاب الاکراہ۔ امام سرخسی کی کتاب مبسوط کا کافی کی شرح ہونے میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا ہے کیونکہ امام سرخسی کے کتاب کی ابتداء میں لکھا کہ جب امام حاکم نے

دیکھا کہ طلباء مبسوط امام محمد کی لمبی لمبی عبادات اور مکررہ مسائل سے روگردانی کرنے لگے تو میں نے یہ بہتر سمجھا کہ امام محمد کی کتب کے معانی اس طرح ترتیب دوں کہ وہ مختصر بھی ہو اور جامع بھی۔ تاکہ اکتساب فیض کرنے والوں کے لیے آسانی ہو جائے کیا ہی اچھا کام انہوں نے کیا ہے۔[14]

- امام سرخسی فرماتے ہیں کہ جب میں نے فقہ کے طلباء کو فقہ سے دور ہوتے دیکھا تو میں نے ایک ایسی مختصر تالیف کرنے کا ارادہ کیا جو امام محمد کی مبسوط اور امام حاکم کی کافی سے جو کم و بیش ہو اس کی تلافی کر دوں جہاں زائد ہے اسے حذف کر دوں جہاں ضرورت ہے وہاں مزید شرح کر دوں۔[15]
- امام حاکم شہید نے امام محمد کی کتب میں اختصار کیا لیکن اس کا نام مختصر کی بجائے الکافی رکھا البتہ امام سرخسی نے الکافی کو کتاب المختصر کے نام سے بھی موسوم کیا۔[16]
- امام سرخسی نے امام محمد کی دو کتابیں کتاب الکسب اور کتاب الرضاع کو اپنی مبسوط میں شامل کیا۔ حالانکہ امام حاکم شہید نے اپنی مختصر (الکافی) میں ان کو شامل نہیں کیا اور کتاب الکافی کے آخر میں کتاب الحیل بھی ہے اس کا ذکر امام سرخسی نے مبسوط کے آخر میں کیا اور کہا کہ یہ اس باب کا آخری مسئلہ ہے اس کے ساتھ ہی کتاب کا اختتام کیا۔[17]

پھر امام سرخسی نے کتاب الکسب کے آغاز میں فرمایا کہ میں اپنی قوت و طاقت کے لحاظ سے امام محمد بن حسن کی تالیفات میں مذکور اشارات اور آثار مشہورہ کے ذریعہ تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا جو تم نے المختصر کی شرح کی املاء کروانے کے بارے کہا ہے اور تم دیکھو گے کہ میں اس مبسوط میں کتاب کتاب الکسب کی شرح کی املاء بھی کرواؤں گا جو کہ امام محمد کی تالیف ہے اور اس کو محمد بن سماعہ نے امام محمد سے روایت کیا ہے لیکن ان کا سماع معروف نہیں تھا اس لیے امام حاکم نے اپنی کتاب المختصر (الکافی) میں اس کو ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کتاب (الکسب) میں ایسے علوم ہیں جن سے چشم پوشی اور ان علوم پر عمل سے پیچھے ہٹنے میں کوئی گنجائش نہیں اور اگر اس کتاب میں یہ چیز نہ ہوتی کہ مفلسین کو کمانے والے افراد کے ساتھ مل کر کام کرنے اور ان کے طریقوں سے استفادہ کرنے کی ترغیب دیں تو علماء کا حق تھا کہ وہ اس نوع کا اظہار ضرور کرتے۔[18]

اور امام سرخسی نے کتاب الرضاع کے شروع میں فرمایا "کتاب الرضاع کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ یہ امام محمد کی ہے یا کسی اور کی تالیف ہے بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ امام محمد کی اپنی تالیف نہیں ہے بلکہ ان کے بعض تلامذہ نے لکھی اور اس کو امام محمد کی طرف منسوب کر دیا تاکہ یہ بھی باقی کتابوں کی طرح مشہور و متداول ہو جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کتاب میں ذکر ہے کہ حرمت مصاہرہ کا سبب حرام وطی ہے پھر کہا کہ اس سے بچنا افضل ہے یہ مؤقف امام محمد کا نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب امامحمد کی تصنیف نہیں ہے اسی وجہ سے امام حاکم نے اپنی جلیل القدر تالیف المختصر میں اس کو شامل نہیں کیا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ کتاب امام محمد کی ہی ہے لیکن یہ ان کی پہلی کتابوں میں سے ہے اور امام محمد کی عادت ہے جب کتب تصنیف کرتے ہیں تو بہت کم مرتبہ اس کا اعادہ کرتے ہیں یہ کتاب بھی انہی کتابوں میں سے ہے اور یہ کتاب النکاح میں جو رضاع کے احکام مذکور ہیں وہی تک اعادہ ہے۔ اسی لیے امام حاکم نے بھی اس کو اپنی مختصر میں یہی تک لائے۔[19]

المبسوط میں مؤلف کی بیان کردہ مصطلحات:

امام سرخسی نے اس کتاب میں صرف ایسی اصطلاحات کا ذکر کیا جن کا ذکر عام کتابوں میں شاید نہیں ملتا مثلاً جب وہ کہتے ہیں شیخنا اس سے مراد شمس الآئمہ حلوائی ہیں۔

استاذ / الامام

الاصل: امام محمد کی کتاب المبسوط ہے۔

قال: اس سے مراد اپنی بات لیتے ہیں۔

قال الشیخ الامام الاصل: اس سے مراد شمس الآئمہ سرخسی ہیں۔ یہ علامہ سرخسی کے تلامذہ کا قول ہے۔

المختصر: اس سے مراد امام حاکم کی الکافی ہے۔

الکتاب: اس سے مراد امام حاکم کی ہی کتاب ہے۔

امام سرخسی کا مبسوط میں اسلوب و منہج اور کتاب کی خصوصیات

امام سرخسی اس کتاب کو تعریف کرتے وقت ہر قسم کی لفظی تقلید سے خالی خالصتاً علمی اسلوب اپنایا اسی خوبی کی وجہ سے یہ کتاب اس فن میں دوسروں کی تالیفات سے ممتاز ہے آپ کے اسلوب کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) امام سرخسی نے اپنی اس کتاب میں صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کے اقوال کو نظر و فکر کی صورت میں جمع کیا اور آپ نے کتاب کے مقدمہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ میں اہل علم کے لئے اس کتاب میں صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کے اقوال کو ایک جگہ جمع کروں گا۔[20]

(2) آپ ہر کتاب یا باب شروع کرتے وقت اس میں الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کرتے ہیں اور اس باب کے متعلق تعریفات اور مصطلحات کو بھی بیان کرتے ہیں کبھی کبھی کسی باب کی تقدیم و تاخیر کی وجہ بھی بیان کرتے اور اس کے مناسب دلائل بھی ذکر کرتے ہیں۔

CC BY

(3) آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت باریک بینی کے ساتھ ایک مسئلہ میں مذہب حنفی کے ائمہ کی مختلف آراء پیش کرتے ہیں ان کے درمیان وجہ اختلاف بھی بیان کرتے ہیں۔

(4) کسی مسئلہ میں مذہب حنفیہ بیان کرنے کے بعد ہمیشہ دوسرے مذاہب کے ائمہ خصوصا امام شافعی کی آراء کا ذکر ضرور کرتے ہیں اور ساتھ دلائل بھی ذکر کرتے ہیں پھر مسئلہ میں مذہب حنفی کے مفتی بھا مسئلہ کو دلائل کے ساتھ ذکر کرکے ترجیح دیتے ہیں۔ تقابل فقہ کی خوبی کے ذریعے بحث کرنے کے لیے ہر مذہب کے مسئلہ کو دلائل کے ساتھ آگاہ ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

(5) مصنف نے اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے مختلف نسخوں کو جمع کرکے ان میں الفاظ کے اختلاف کو واضح کیا اور مذہب حنفی کے اصولوں کے موافق جس نسخہ کو درست سمجھا اس کو حتی الامکان ترجیح دی کس قدر حیرت کی بات ہے کہ قید خانے میں رہ کر بھی کتاب کے نسخوں میں اختلاف کو پرکھ لینا۔

(6) مصنف نہ صرف امام حاکم کی کافی کے ناقل ہیں بلکہ کثیر مقامات پر وہ صاحب کافی کا تعاقب بھی کرتے ہیں اور ان کی خطاء کو واضح کرکے کہتے ہی کہ بہتر یہ تھا کہ مؤلف اس بات کو یوں کہتے۔[21]

(7) امام سرخسی جہاں ضروری سمجھتے ہیں وہاں کچھ کلام کو زائد بھی کرتے ہیں۔

(8) صرف امام حاکم کی ہی بات نہیں بلکہ علامہ سرخسی امام محمد کے ذکر کردہ کلام میں بھی حسب ضرورت اضافہ فرماتے ہیں۔[22]

(9) امام سرخسی کی یہ عادت ہے کہ وہ مختلف قسم کی پوشیدہ ھئیات اور مصطلحات کو بھی بیان کرتے ہیں مثلاً تطبیق، اعتجار، عفص، توشح وغیرھا۔[23]

(10) مؤلف مذہب میں مختلف روایات کے درمیان موازنہ کرکے اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو مذہب کے اصول و قواعد کے زیادہ قریب نہ ہو۔

(11) امام سرخسی امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمھم اللہ کے درمیان اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہیں پھر ان کے دلائل کا مرجع بتاتے ہیں یا یہ بتاتے ہیں اختلاف کا زمانہ کونسا تھا۔[24]

(12) اس کتاب میں امام سرخسی نے عمدہ چیز یہ اپنائی کہ جن جن مسائل اور آراء سے مذہب کے آئمہ نے رجوع کیا تھا ان سب کو ذکر کیا تاکہ جس کو اس کا علم نہیں وہ ان چیزوں سے دھوکہ نہ کھائے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان آئمہ کے رجوع کے اسباب بھی بتائے۔

(13) مصنف اپنے سے متقدم آئمہ مذہب کے اقوال کا معارضہ پیش کرکے ان کے کلام میں واضع اوھام کو بیان کرنے بالخصوص امام طحاوی سے بہت کچھ نقل کیا اور ان کی آراء پر نقد و جراح کیا خواہ وہ رائے ان کے موافق ہو یا مخالف۔[25]

(14) مصنف ہر باب کے آخر بلا استثناء یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عاجزی پسند ہیں اور انہیں اپنے علم پر ذرا بھی غرور نہیں۔

(15) کتاب کی عبارات اور الفاظ سلیس ہیں حشو وزوائد سے خالی ہے۔ بعض فقہی کتب کے برعکس اس میں منطقیانہ اور فلسفیانہ نکات کا فقدان ہے جو کہ مؤلف کے نزدیک ایسی فضول چیزیں کتاب کو عیب دار بنا دیتی ہیں۔

(16) یہ کتاب احادیث نبویہ سے لبریز ہے ان احادیث سے امام سرخسی نے اپنے اور مدمقابل کے مذاہب پر استدلال کیا ہے یہ چیز امام سرخسی کی حدیث اور علوم حدیث میں مہارت پر دلیل ہے۔

(17) یہ کتاب باریک فقہی فوائد اور ایسی حکایات پر مشتمل ہے جو آئمہ مذاہب کے درمیان واقع ہو رہی ہیں۔

(18) مؤلف کتاب نے ایسے فقہی معانی کے بیان کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے جو مسائل فقہیہ میں مؤثر ہیں۔ اس کو وہ والمعنی فیہ کہہ کر بیان کرتے ہیں۔

(19) امام سرخسی قواعد فقہیہ بیان کرتے وقت قاعدہ اور فرع کے درمیان وجہ تعلق بھی ذکر کرتے ہیں۔

کتاب میں قابل مؤاخذہ باتیں:

1۔ بعض اوقات آپ بے اصل حکایات قصّے تک لاتے ہیں مثلاً ابو حفص کبیر کا امام بخاری کے ساتھ مکالمہ[26]

2۔ بعض اوقات ایسی احادیث اور آثار ضعیفہ کا ذکر کرتے ہیں جن کو شاہد کبھی سچانہ جانا جاسکے مثلاً حضرت عمار بن یاسر کا اپنی بیٹی کے بارے واقعہ[27]

3۔ بعض اوقات مدمقابل کی قدر و قیمت کا لحاظ نہیں رکھتے مثلاً ایک مسئلہ میں امام شافعی کے بارے نامناسب گفتگو کرنا۔[28]

ان تمام باتوں کے باوجود حق یہی ہے کہ یہ طرز عمل کتاب کے چند صفحات تک محدود ہے اس کے برعکس اتنی بسامت والی کتاب میں صرف تواضع و عاجزی کی جھلک ہی نظر آتی ہے یہ چند چیزیں اس کتاب کی علمی اہمیت کو کم نہیں کر سکتی ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ قید خانے میں بیٹھ کر کتب سے دور عبارت کو املاء کروایا اور املاء کرواتے وقت کچھ شاگردوں نے اپنی طرف سے کچھ کلام ملا دیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

CC BY

المبسوط کے مطبوعہ نسخے اور سب سے معتمد علیہ نسخہ:

پہلی دفعہ مبسوط کتاب 1324ھ میں مطبعہ سعادۃ مصر کے زیر انتظام شائع ہوئی۔ حضرت علامہ شہیر محمد راضی حنفی کی زیر قیادت اہل علم کی ایک کثیر تعداد نے اس میں حصہ لیا۔ سارا خرچہ الحاج محمد افندی تیونسی نے اپنے ذمہ لیا۔ تقریباً 85 سال تک یہی چھاپہ متداول ورائج رہا پھر دار المعرفہ بیروت نے بلاکم وکاست 1409ھ میں اس کو شائع کیا پھر دار الکتب العلمیہ والوں نے یہ تبدیلی کی کتاب کے آغاز میں امام حاکم شہید کی کافی کو رکھا پھر ان میں فاصلہ کی لکیر کھینچے بغیر کتاب المبسوط کو رکھا۔ دار المعرفہ کے چھاپے میں 15 جلدیں ہیں جن کے ضمن میں 30 اجزاء ہیں اپنے وقت کے لبنان کے مدیر ازہر شیخ خلیل المیس نے اس کی فہارس پر کام کیا اور فہارس کی ایک ضخیم جلد بن گئی جس کے تقریباً 590 صفحات ہیں۔ یہ چھاپہ اگرچہ جدید ہے تاہم شائع کرنے والوں کی وجہ سے کچھ غلطیاں موجود ہیں تاہم آگاہی پر وہ ان غلطیوں کو دوبارہ شائع کرنے پر نکال دیں گے اس کی فہارس یوں ہے:

- فہرس المسائل الفقہیہ
- فہرس الآیات القرآنیہ
- فہرس الاحادیث النبویہ والآثار
- فہرس اسماء الرجال
- فہرس الکتب

CC BY

حوالہ جات

1 شمس الائمہ کے لقب سے اور فقہا بھی مشہور ہیں مثلا حلوانی، کردری، زرنجری لیکن جب مطلقا بولا جائے تو اس سے مراد علامہ سرخسی ہی ہوتے ہیں (عبد القادر بن ابی الوفاء القرشی، جواہر مضیہ فی تراجم الحنفیہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1/375:)

2 فخر اسلام کے لقب سے یہ ائمہ بھی مشہور ہیں بزدوری

3 جواہر مضیہ: 1/378

4 ابن عابدین شامی، شرح رسالہ رسم المفتی، دار الاحیاء والتراث العربی، بیروت، لبنان: 20

5 ابو بکر محمد بن سہل سرخسی، المبسوط، بیروت: دار المعرفۃ 1993: 3/848

6 فتح القدیر شرح العاجز الصغیر دار الفکر بیروت: 6/103

7 شرح رسالہ رسم المفتی: 21

8 مصطفى بن عبد الله القسطنطيني الرومي الحنفي، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون دار الكتب العلمية، بیروت لبنان 1992م: 2/1378

9 رسم المفتی 21

10 ابن عابدین شامی، رد المختار علی الدر المختار، المکتبۃ التجاریۃ مکہ المکرمہ، 1969:1/69

11 ایضاً

12 عبد الحی لکھنوی، النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر، دار عالم الکتب 1986: 17

13 المبسوط 1/4

14 شرح رسالہ رسم المفتی 21

15 المبسوط 1/4

16 ایضاً

17 المبسوط: 30/244

18 المبسوط 3/244

19 المبسوط 30/287

نوٹ: کتاب المبسوط فقہ کے تقریباً تمام ابواب پر مشتمل ہے جس کا آغاز کتاب الصلوۃ سے کیا اور اختتام کتاب الرضاع پر کیا ہے

20 المبسوط 1/2

21 المبسوط 1/9

22 المبسوط 1/9

23 المبسوط 1/20

24 المبسوط 8/178

25 المبسوط 1/4

26 امام بخاری کے بارے لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک چوپائے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بخارا میں ابو حفص کبیر نے ان کو سمجھایا کہ ایسا مسئلہ بیان نہ کیا کریں لیکن انہوں نے اس نصیحت کو قبول نہ کیا اور برابر فتوی دیتے رہے حتی کہ ایک دن ان سے سر عام یہ مسئلہ پوچھا کہ بچہ اگر بکری کا دودھ پی لے تو کیا رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو کہا ہو جاتی ہے تو علماء نے ان کے خلاف اجماع کیا اور ان کو بخارا سے نکال دیا حالانکہ امام بخاری سے صاحب علم آدمی سے ایسی بات کی توقع نہیں کی جاسکتی اس لیے یہ واقعہ من گھڑت ہے۔ المبسوط 30/297

27 حضرت عمار بن یاسر اپنے گھر سے ہڑبڑا کر نکلے پوچھا گیا کیا ہوا کہا کہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ گھر میں تنہا بیٹھا تھا مجھے اپنے بارے ڈر لگا کہ میں کہیں اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ کر نہ دوں اس لیے میں باہر نکل آیا۔ المبسوط 10/150 کسی ایک باغیرت آدمی سے بھی یہ متصور نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ صحابی رسول کے بارے کہا جاسکے۔

28 المبسوط 5/30

CC BY